مودودی اور اسلام

از افادات

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

محمد اکرام بصیر پوری (بی۔ کام)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہِ اولین

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں ایک دینی ومذہبی پاکیزہ ماحول رکھنے والے خانوادے کا فرد ہوں۔ دینی علوم اور اکابر دین سے گہری وابستگی پر بفضلہٖ تعالیٰ مجھے فخر ہے۔ عقائد کے لحاظ سے میں سنّی حنفی ہوں اور مسلک اہل سنت و جماعت ہی کو حق اور معیارِ ایمان سمجھتاہوں۔

درس گاہوں میں طلبِ علم کے دوران "جماعت اسلامی" کے بانی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی کتابیں پڑھنے اور خود انہیں سننے کا موقع ملا۔ ان کے بارے میں ایک مخصوص گروہ کا یہ کہنا تھا کہ پاکستان میں اسلام کے حوالے سے ایک ہی شخص کا نام برملا لیا جاسکتا ہے اور وہ مودودی صاحب کا نام ہے، اہل علم ودانش کی رائے اس کے برعکس تھی۔ مودودی صاحب کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ ان کی سمندر پار سے امداد ہوتی ہے اور ان کا لٹریچر مفت، سرکاری حلقوں میں ضرور پہنچایا جاتا ہے اور ان کی جماعت ہر قسم کے حربوں اور ہتھ کنڈوں سے خوب آشنا ہے۔

بی۔کام تک حصول تعلیم کے بعد میں ایک سرکاری ادارے سے وابستہ ہو گیا۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا تنازعہ کسی نہ کسی طور، کبھی نہ کبھی میرے رفقاء کی گفتگو کا موضوع رہتا۔

میرا ذہن بہت منتشر تھا، مودودی صاحب اتنے متنازع کیوں ہیں؟ حقائق جاننے کی مجھے جستجو ہوئی۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کا غلغلہ تھا۔ مجدد مسلک اہل سنت، خطیب اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مجھے کئی گونہ عقیدت و محبت تھی۔ وہ شبانہ روز، قریہ قریہ، نگری نگری لوگوں کو پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیوانہ بناتے، ان کی تقریر و تحریر کا یہ کمال ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہ بات سمجھانے بلکہ دل نشین کردینے کی خداداد صلاحیت ومہارت رکھتے تھے۔

ان دِنوں حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کراچی کے سب سے بڑے حلقہ سے قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لے رہے تھے تاکہ لادینی عناصر کا مقابلہ محراب ومنبر سے ہی نہیں، ایوان ہائے جاہ و حشم میں بھی کیا جاسکے۔ کیا عجب تھا کہ حضرت مولانا کے انتخابی حلقے میں ان کے نمایاں حریف، مودودی صاحب ہی کے ایک نمائندے تھے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی نے اپنے حلقہ انتخاب میں جہاں اس اُلجھن کو دُور کیا کہ لادینی عناصر کو ناکام بنانے کا ایک ہی موقف رکھنے والے دونوں افراد باہم کیوں متصادم ہیں، وہاں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے تنازعے کی اصل اور حقیقت بھی اپنی ثقہ شخصیت کے اعتبار اور اعتماد کے مطابق واضح کردی اور مجھ سے ہزاروں کی تسکین وطمانینت کا سامان کردیا۔ حضرت مولانا اوکاڑوی ان دِنوں اپنے خطبات کی محفلوں میں مودودی صاحب کی تحریروں کے اقتباسات مجمع عام میں سناتے، جن سے صاف طور پر عیاں ہوتا کہ مودودی صاحب جو اندازِ فکر رکھتے ہیں، وہ دینِ حق اور مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کے مطابق ہرگز نہیں اور "مودودیت" بلاشبہ اسلام کی نہایت مسخ شدہ صورت ہے جو ملتِ اسلامیہ کیلئے بھٹوازم سے کہیں زیادہ مہلک ہے۔

میں نے حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے مودودی صاحب کی تحریروں سے یہ اقتباس نقل کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ حضرت مولانا محترم نے اپنی نشست گاہ میں وہ تمام کتابیں میرے سامنے رکھ دیں۔

محترم قارئین! یہ مختصر رسالہ ان کتابوں کی چند عبارات کا مجموعہ ہے، یہ رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک بلا مبالغہ ایک لاکھ سے زائد کی تعداد تک شائع ہو چکا ہے، جس سے یہ اندازہ با آسانی ہو سکتا ہے کہ یہ کتابچہ "مودودیت فہمی" کیلئے کافی ہے۔ اس کتابچے کے جدید ایڈیشن کی طباعت پر خطاطی اور اشاعت کی عمدگی کا از سر نو اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے ایک وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہمیں "جماعتِ اسلامی" اور اس کے بانی جناب ابو الاعلیٰ مودودی سے ہرگز کوئی ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے۔ ایک سچے مسلمان کی حیثیت میں ہماری دوستی اور دشمنی "الحب للہ والبغض للہ" کے اصول پر مبنی ہے، ہم کسی پر غلط الزام لگانا یا بہتان باندھنا، یقیناً گناہِ عظیم سمجھتے ہیں اور سچے دل سے خوفِ الٰہی رکھتے ہوئے عرض گزار ہیں کہ ہمارا مقصد صرف حقائق کا اظہار اور ملّت کی بھلائی ہے، تاکہ لوگ حقیقتِ حال سے باخبر ہو کر اپنے ایمان و عقائد اور اپنے اعمال دُرست رکھ سکیں اور رہزنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

مودودی صاحب کے عقائد و نظریات کی ہر مکتب فکر کے علماء نے تردید کی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مودودی کے قلم نے ایک مومن سے لے کر اولیائے کرام، اصحابِ نبوی، اہل بیت نبوت، انبیاء کرام یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات کی توہین و تنقیص کی ہے۔ چنانچہ زیر نظر کتاب میں مودودی صاحب کی چند من و عن عبارات، بحوالہ و بلا تبصرہ ہدیہ قارئین ہیں۔[1]

مودودی صاحب کی تحریروں سے کچھ یہی تاثر نمایاں ہوتا ہے کہ ان کے سوا کوئی اور خالی از خطا نہیں ہے اور وہ (بزعم خود) یہ بھی باور کروانا چاہتے ہیں کہ ان کے سوا کوئی اور دین کی صحیح فہم نہیں رکھتا اسی لئے وہ دین کی نئی تشریح و تعبیر بتاتے ہیں کہ جس کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

---

[1] توجہ فرمائیں:۔ کسی حوالے کو نقل کرتے ہوئے کوئی سہو ہوگیا ہو تو قارئین نشاندہی فرمادیں تاکہ آئندہ طباعت میں تصحیح کردی جائے۔ شکریہ

حضرت خطیب اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا تھا کہ اِن شاء اللہ، مودودی صاحب کی وہ ان عبارات کا کتب وسنت کے خلاف ہونا، آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی بلکہ خود مودودی صاحب کی دوسری تحریروں کے حوالے سے لکھوادینگے۔ اسے میری کوتاہی کہیۓ کہ میں نے حضرت مولانا اوکاڑوی سے اس معاملے میں پھر کوئی رابطہ نہیں کیا، شاید وجہ یہ بھی تھی کہ عقل سلیم کیلیۓ ان توہین آمیز عبارات کے باطل ہونے میں کسی تامل وتردد کی کوئی گنجائش ہی کہاں ہے!

محترم قارئین! ایمان اور دیانت داری سے خود ہی اندازہ کرلیں گے کہ ان عبارات کے لکھنے والے مودودی صاحب اور ان کے مطابق عقائد و نظریات رکھنے والے اور مودودیت اور مودودی جماعت کا پرچار کرنے والے ارکان جماعت وغیرہ یقیناً اہلِ اسلام کی قیادت کے کسی طرح اہل نہیں ہوسکتے۔

اہلِ اسلام کی قیادت اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفاذ کے اہل وہی ہیں جو عقیدہ وعمل کے اعتبار سے کتاب وسنت کے پابند ہیں اور حق گوئی وبے باکی جن کا شعار ہے، جن کے سینے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیاروں کی محبت وتعظیم سے لبریز ہیں اور جو دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں اور جو غلامی رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنا افتخار جانتے ہیں۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

محمد اکرام بصیرپوری (بی۔کام)

۱۹۸۸ء

ضروری وضاحت

میں اپنے قارئین کی طرف سے اب تک موصول ہونے والے خطوط کی روشنی میں عرض گزار ہوں کہ مودودی صاحب نے خود پر اعتراض کا موقع اپنی تحریر و تقریر اور قول و فعل سے خود فراہم کیا ہے۔ یہ ظلم ہو گا کہ مجرم سے دفاع کیا جائے اور مخبر کو ملامت کی جائے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نذیر الحق میرٹھی نے ایک کتاب بعنوان "ابو الاعلیٰ مودودی اور ان کے مخالف علماء کے مابین بے لاگ محاکمہ" شائع کی، اس کے صفحہ ۱۱۷ پر وہ لکھتے ہیں کہ "کتابوں سے کفر و تضلیل نکالنا ہی اُمت میں سب سے بڑا ابلیسی فتنہ ہے"۔ وہ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ کسی کتاب میں موجود کفر یا گمراہی کی باتوں کی نشاندہی کرنا، بیان کرنا اور لوگوں تک پہنچانا یہ ابلیسی فتنہ ہے۔ میرٹھی صاحب نے مودودی صاحب کی محبت میں کفر اور گمراہی گوارا کرنا تو شاید اپنا ایمانی فریضہ سمجھا اور علمائے اسلام کی طرف سے احقاق حق اور ابطال باطل کو "ابلیسی فتنہ" قرار دیا۔ عقل کے ایسے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ کفریہ اور گمراہ کن باتوں کا لکھنا، چھاپنا، پھیلانا اور ان سے دفاع کرنا کیوں ابلیسی فتنہ نہیں سمجھا جاتا؟ کسی کافر بننے والے کے کفر اور گمراہی کی گمراہی کو مسلمانوں پر واضح نہ کیا جائے تو لوگوں کے گمراہ ہونے کا وبال کس پر ہو گا؟ کیا کفر اور غلط لکھنے چھاپنے والے کے سوا سب بری الذمہ ہوں گے؟ حدیث شریف میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ بے دین اور بدکار کا تذکرہ کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔ بے دینوں گمراہوں کو بے نقاب کرنا اگر "ابلیسی فتنہ" قرار دیا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے معصوم نبیوں اور عدالت و صداقت و تنقیص اور بے ادبی و گستاخی کرنے اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرنے کو کیا کہا جائے گا؟ ابلیسی فتنہ اسی کو کہا جائے گا اور خود مودودی صاحب کی تحریریں اسی کام کی آئینہ دار ثابت ہوتی ہیں، چنانچہ مفتی رشید احمد لدھیانوی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں "مودودی صاحب کے اعتراضات سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں علمائے کرام، مودودی پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ قبیح کیوں ہے؟ علماء کے اعتراضات سے بچنا تو مودودی صاحب کے اختیار میں ہیں وہ اسلاف کے حق میں گستاخیوں سے باز آجائیں اور جو کچھ لکھ چکے ہیں اس سے توبہ کا اعلان کر دیں تو علماء کے اعتراض خود ہی ختم ہو جائیں گے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ (مودودی صاحب) تو اکابر دین پر اعتراضات کی اشاعت میں سر گرم رہیں اور ان (مودودی صاحب) پر کوئی اعتراض نہ کرے"۔ جناب مولانا کوثر نیازی سترہ ۱۷ برس جماعتِ اسلامی کے اہم رُکن اور حلقہ لاہور کے "قیم" رہنے کے بعد جماعت اسلامی سے مستعفی ہوتے ہوئے ۱۹/ فروری ۱۹۶۵ء کو مودودی صاحب کے نام اپنے استعفا میں لکھتے ہیں "یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ تجدید و احیائے دین کا کام کرنے کیلئے اوّلین ضرورت یہ محسوس کرتے ہیں کہ صدیوں پہلے فوت ہونے والے ان نفوس قدسیہ پر شدید ترین تنقید کریں جو تقویٰ، للّٰہیت، اخلاص اور دین کیلئے ایثار کرنے میں ضرب المثل ہوں اور

پھر اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے آپ مستقل تصانیف شائع فرمائیں لیکن اگر کوئی شخص دیانت داری سے مسلسل تجربات وشواہد کے بارے میں یہ رائے ظاہر کرے کہ آپ کا طرزِ عمل غلط، دین کے خلاف یا مسلمانوں کیلئے گمراہ کن ہے اور وہ اپنی اس رائے کو باقاعدہ دلائل کے ساتھ پیش کرے تو آپ اس شخص کے بارے میں یہ فتویٰ صادر کریں کہ یہ اخلاص للّٰہیت سے محروم ہو چکا ہے اور بعض دوسرے محرکات کے تحت یہ کام کر رہا ہے"۔ علمائے دیوبند کی طرف سے شائع کی جانے والی کتاب "مودودی صاحب اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم مضامین" کے صفحہ ۴۹ پر یہ عنوان قابلِ توجہ ہے: "مودودی صاحب کبھی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے"۔ اس عنوان کے تحت جناب محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں: "کیا ہی اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کرتے اور اعلان کرتے کہ میں نے یہ بات غلط کی ہے لیکن مودودی صاحب کی تاریخِ زندگی میں اس بات کا امکان نہیں یہ تو ہوا کہ جب کسی ہمدرد حواری نے کسی غلطی پر متنبہ کیا تو دوسرے ایڈیشن میں وہ بات نکال دی گئی لیکن اس کی توفیق نہ ہوئی کہ اعتراف کر کے غلطی کا اعلان ہوتا اور غلط بات سے رجوع کرتے تاکہ وہ لوگ جن کے پاس پہلا ایڈیشن ہے وہ گمراہ نہ ہوتے"۔

﴿ اس کتاب میں جن علمائے دیوبند کی مودودی صاحب کے خلاف تحریریں شامل ہیں ان کے نام یہ ہیں ﴾

جناب اشرف علی تھانوی، جناب حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، شیخ محمد زکریا کاندھلوی، جناب ظفر احمد عثمانی تھانوی، قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مفتی مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند، مفتی محمد شفیع بانی دار العلوم کراچی، جناب محمد یوسف بنوری، جناب سید سلیمان ندوی، جناب احمد علی لاہوری، مفتی محمود الحسن گنگوہی' مفتی دارالعلوم دیوبند، جناب محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ، جناب ابو الحسن علی ندوی، جناب عبد الباری ندوی، مفتی رشید احمد لدھیانوی، جناب محمد اسحٰق، ندوی، جناب محمد یوسف لدھیانوی وغیرہ۔

ہر چند ان علمائے دیوبند نے مودودی صاحب کا رد کرتے ہوئے جو کچھ لکھا کاش کہ یہ اپنے علمائے دیوبند کی کفریہ اور گمراہ کن تحریروں کے بارے میں بھی یہی پالیسی اور موقف اپناتے، تاہم ان علمائے دیوبند نے واضح لکھا ہے کہ مودودی صاحب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حقیقی اسلام سے مطمئن نہیں بلکہ اسے اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں، چنانچہ جناب حسین احمد مدنی اپنی کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" کے صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں: "اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت، نام نہاد جماعت اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہے، اب ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کریں گے جن سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا ڈھونگ ہے، وہ نہ کتاب (قرآن) کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں"۔

دار العلوم دیوبند کے بڑے مفتی جناب سید مہدی حسن کے ۲۳/جمادی الاخری ۱۳۷۰ء کو جاری ہونے والے فتویٰ کو نیوٹاؤن کراچی کے مشہور دیوبندی عالم جناب محمد یوسف بنوری نے مودودی صاحب کے خلاف اپنی کتاب "الاستاذ المودودی" کے صفحہ ۵۰ پر نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: "مسلمانوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس جماعت میں شرکت سے روکیں تاکہ گمراہ نہ ہوں اور اس جماعت کا ضرر اس کے نفع سے کہیں زیادہ ہے پس تسامح اور سستی اور غفلت جائز نہیں اور ہر وہ شخص جو اس جماعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا یا اس کی تائید کرے گا یا کسی قسم کی اعانت کرے گا گنہ گار اور عاصی ہوگا اور معصیت کی طرف دعوت دینے والا شمار ہوگا بجائے اس کے کہ وہ ثواب کا متوقع رہے اور اس جماعت کا کوئی آدمی اگر امامت کرے گا کسی مسجد میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی"۔

دیوبند مدرسہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم جناب خیر محمد جالندھری لکھتے ہیں: "مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل سنت والجماعت کے ہیں سلف صالحین کے اتباع کے منکر ہیں لہٰذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے"۔

جناب عبد الحق بانی دارالعلوم حقانیہ، اکوڑا خٹک ضلع پشاور لکھتے ہیں: "مودودی صاحب کے عقائد اہل سنت و الجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں، مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں"۔

جناب ظفر احمد عثمانی تھانوی مودودی صاحب کی تحریروں کے خلاف فتویٰ میں لکھتے ہیں: "بظاہر یہ شخص (مودودی) منکر احادیث ہے، دائرہ اسلام سے تو خارج نہیں مگر گمراہ اور مبتدع ہے ایسے شخص سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہئے اس کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہئے، اس کو جاہل اجہل سمجھنا چاہئے"۔ (۲۱/رجب ۱۳۷۲ء)

قارئین پر واضح ہو گیا کہ مودودی صاحب کی نقاب کشائی ضروری ہے تاکہ لوگ ان کے گمراہ کن نظریات سے واقف ہو کر ان کے ہم نوا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلکِ حق اہل سنت و جماعت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

محمد اکرام بصیرپوری

❖ (انبیاء کرام علیہم السلام) رائے اور فیصلے بھی کرتے تھے اور بیمار بھی ہوتے تھے۔ آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا تک بھی دی جاتی تھی۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۱۵۸۔ مئی ۱۹۵۵ء)

❖ (الف) ”اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔ (تفہیم القرآن، جلد اوّل، صفحہ ۱۶۱، طبع پنجم)

(ب) شیطان کی شرارتوں کا ایسا سد باب کہ اسے کسی طرح گھس آنے کا موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے تو ہم کیا چیز ہیں کہ اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۵۷۔ جون ۱۹۴۶ء)

❖ انبیاء بھی انسان ہی ہوتے ہیں اور کوئی انسان بھی اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ ہر وقت اس بلند ترین معیار کمال پر قائم رہے جو مومن کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کیلئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۳۴۔ جون ۱۹۴۶ء)

❖ ہر شخص خدا کا عبد ہے، مومن بھی اور کافر بھی، حتیٰ کہ جس طرح ایک نبی اسی طرح شیطان رجیم بھی۔ (ترجمان القرآن، جلد ۲۵، صفحہ ۶۵)

❖ نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ عظمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ (رسائل و مسائل، صفحہ ۳۱، مطبوعہ بار دوم ۱۹۵۴ء۔ ترجمان القرآن۔ مئی، جون، جولائی تا اکتوبر ۱۹۴۴ء)

❖ آیت ”وَعَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی“ کے معنی تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں: ”ان کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقے میں بغاوت پھیل جائے۔ (رسالہ ترجمان القرآن، جلد ۲۹، عدد ۴، صفحہ ۵)

❖ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک ملنگ [1] ہاتھ میں لاٹھی لئے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا، میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۳۴۔ مئی ۶۵ء)

---

[1] ملنگ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (معاذ اللہ)

❖ تاہم قرآن کے ارشادات اور صحیفہ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ (تفہیم القرآن، جلد ۲، سورۂ یونس حاشیہ، صفحہ ۳۱۲)

❖ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا کہ، ان میں جاہلیت کا جذبہ تھا چنانچہ ملاحظہ ہو: ”لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لئے اپنا سمجھا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے۔ (تفہیم القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۴۴۔ ۶۴ء)

❖ (الف) نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بڑھ کر سلیم الفطرت آخر کون ہو سکتا ہے؟ آپ کا یہ حال تھا کہ جب تک وحی نے رہنمائی نہ کی آپ ٹھٹکے کھڑے تھے اور کچھ نہ جانتے تھے کہ راستہ کدھر ہے۔ (یعنی معاذاللہ آپ گمراہ تھے وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى) (ترجمان القرآن، جلد ۳۹، عدد ۱، ۲)۔

(ب) تم کچھ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ (رسائل ومسائل، ص ۲۶)

❖ حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجّال آپ کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانے میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہ تھا۔ (یعنی غلط تھا) (ترجمان القرآن۔ فروری ۱۹۲۶ء)

❖ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق مودودی صاحب کے نازیبا القابات ملاحظہ ہوں:۔

(الف) اسلامی تحریک کے تمام لیڈروں میں ایک محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی وہ تنہا لیڈر ہیں۔ (اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے؟ صفحہ ۲۳)

(ب) یہ قانون جو ریگستان عرب کے "اَن پڑھ چرواہے" نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ (پردہ، صفحہ ۱۵۰)

(ج) محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی وہ "ایلچی" ہیں جن کے ذریعے خدا نے اپنا قانون بھیجا۔

❖ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول و مسلک کی طرف دعوت دی۔ مگر انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں۔ بلکہ قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر پارٹی کے لیڈر ہوئے تو انہوں نے روم اور ایران دونوں کی غیر اسلامی حکومت پر حملہ کیا اور حضرت عمر نے اس حملے کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا۔ (حقیقت جہاد، ص ۶۵)

❖ (الف) اور فرمایا کہ نبی کے پاس اللہ کے خزانوں کی کنجیاں نہیں۔ نہ وہ علم غیب رکھتا ہے اور نہ اس کو فوق العادت قوتیں حاصل ہیں۔

(ب) اے محمد! کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب کا حال جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں) میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ۳/ ۴۲)

توہین صحابہ کرام و اولیائے کرام

- رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ (دستور جماعتِ اسلامی، ص ۱۴)
- حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہدِ نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو اس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن و حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کے رگ وریشے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔ (تفہیمات، جلد اوّل، صفحہ ۳۰۹۔ ترجمان القرآن۔ جولائی ۱۹۳۴ء)
- لیکن ان حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے، اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔ (خلافت وملوکیت، صفحہ ۱۰۶)
- حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہر حال غلط ہے خواہ وہ کسی نے کیا ہو اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے اور نہ دین ہی کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ (خلافت وملوکیت، صفحہ ۱۱۶)
- ایک طرف حکومتِ اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جارہا تھا اور دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر اس کارِ عظیم کا بار رکھا گیا تھا، ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی میں گھس آنے کا موقع مل گیا۔ (تجدید واحیائے دین، ص ۲۳)
- ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ (تفہیمات طبع چہارم بعد نظر ثانی، صفحہ ۲۹۴)
- بلاشبہ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ واجب الاحترام ہیں اور بڑا ظلم کرتا ہے وہ شخص جو ان کی کسی غلطی کی وجہ سے ان کی ساری خدمات پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کے مرتبہ کو بھول کر گالیاں دینے پر اتر آتا ہے۔ مگر یہ بھی کچھ کم زیادتی نہیں ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے کوئی غلط کام کیا ہو تو محض صحابیت کی رعایت سے اس کو اجتہاد قرار دینے کی کوشش کریں۔ (خلافت وملوکیت، صفحہ ۱۴۳)

❖ (الف) امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین کے عہد میں سنت یہ تھی کہ نہ کافر، مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے نہ مسلمان، کافر کا۔ حضرت معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے آکر اس بدعت کو موقوف کیا۔ مگر ہشام بن عبد الملک نے اپنے خاندان کی اس روایت کو پھر بحال کر دیا۔

(ب) حافظ ابن اثیر کہتے ہیں کہ دیت کے معاملے میں بھی حضرت معاویہ نے سنت کو بدل دیا۔ سنت یہ تھی کہ معاہد کی دیت مسلمان کے برابر ہو گی۔ مگر حضرت معاویہ نے اس کو نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینی شروع کر دی۔

(ج) ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے حتی کہ مسجدِ نبوی میں منبرِ رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اسکو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا۔ اور خاص طور پر جمعہ کے خطبہ کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔

(د) مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب و سنت کی رو سے پورے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہئے اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کئے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے چاندی سونا ان کیلئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

(ہ) زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کیلئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔

(و) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں گورنروں کو قانون سے بالا تر قرار دیا۔ اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

(ز) حضرت معاویہ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کیلئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتداء ہوئی تھی ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی۔ اس کے زمانہ میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلامی کو لرزہ براندام کر دیا۔ (خلافت وملوکیت، صفحہ ۱۷۳)

❖ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہوتے۔ مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ (تجدید واحیائے دین اشاعت ہشتم، صفحہ ۴۹۔ جون ۱۹۶۳ء)

❖ (الف) اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لیکر مغرب تک مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں خواہ اَن پڑھ عوام ہوں یا دستار بند علماء یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات طور طریقے ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں۔ (تفہیمات جلد اوّل، صفحہ ۳۶)

(ب) سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین ومفتیان شرع مبین دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریئے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ (سیاسی کشمکش، جلد ۳، صفحہ ۷۷)

❖ ایک جگہ مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارت، نیاز، نذر، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، علم، تعزیئے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کرلی گئی دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور، غیاب، کرامت، خوارق، اختیارات و تصرفات اور اللہ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری متھالوجی تیار ہوگئی جو بت پرست مشرکین کی متھالوجی سے لگا کھاسکتی ہے۔ تیسری طرف توسل واستمداد روحانی اور اکتسابِ فیض وغیرہ ناموں کے خوش نما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندے کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں سے متعلق ہوگئے۔ اور عملاً وہی حالت قائم ہوگئی جو اللہ کے ماننے والے ان مشرکین کے ہاں ہے جن کے نزدیک بادشاہ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام اُمور نیچے کے اہل کاروں ہی سے وابستہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہل کار اعلانیہ اللہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔ (تجدید واحیائے دین، صفحہ ۱۱)

❖ امام غزالی کے تجدیدی کام میں علمی و فکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے اور وہ تین عنوانات میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ (تجدید واحیائے دین، صفحہ ۴۵)

❖ پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کاموں میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور دانستہ ان کو پھر وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔ (تجدید واحیائے دین، صفحہ ۷۳)

- اب جس کسی کو تجدید دین کیلئے کوئی کام کرنا ہو اس کیلئے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان اور اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے، لباس و اطوار سے، پیری مریدی سے اور ہر اس چیز سے جو اس طریقے کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ (تجدید واحیائے دین، صفحہ ۴۷)
- طلبِ حاجات کیلئے خواجہ معین الدین اجمیری اور حضرت سالار مسعود رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پر جانا قتل اور زِنا کے گناہ سے زیادہ برا اور شرک ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کیلئے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے۔ آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے؟ جو لوگ لات وعزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس طرح مختلف تھا؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں۔" (تجدید واحیائے دین، صفحہ ۱۳)

توہین احادیثِ مبارکہ

- مجرد احادیث پر کسی ایسی چیز کی بنا نہیں رکھی جا سکتی جسے مدار کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں جس سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم الیقین۔ (ترجمان القرآن۔ مارچ، اپریل، مئی، جون ۱۹۴۵ء)
- آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیثِ رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کی صحت کی دلیل لازمی نہیں سمجھتے۔ (رسائل و مسائل، جلد اوّل، صفحہ ۲۹۰)
- ان تمام احادیث سے رواۃ کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام نے اسماء رجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے مگر ان میں کون سی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ (تفہیمات، جلد اوّل، صفحہ ۲۹۱)
- قرآن اور سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں، ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن و سنت کے مغز پا چکے ہوں۔ (تنقیحات، صفحہ ۱۳۳۔ ترجمان القرآن۔ جون ۱۹۳۹ء)

مودودی صاحب اور اسلامی آئین

❖ نئے اسلام کی ضرورت

اسلام میں ایک نشاۃ جدید کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکرین و محققین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ دنیا اب آگے بڑھ چکی ہے اس کو اب اُلٹے پاؤں ان منازل کی طرف لے جانا ممکن نہیں۔ جن سے وہ چھ سو برس پہلے گزر چکی ہے۔ علم و عمل کے میدان میں رہنمائی وہی کر سکتا ہے جو دنیا کو آگے کی جانب چلائے نہ کہ پیچھے کی جانب۔ (تنقیحات، صفحہ ۱۴، پانچواں ایڈیشن)

❖ موجودہ معاشرہ میں حدود اللّٰہ کا نفاذ ظلم ہے

لیکن جہاں حالات اس سے مختلف ہوں، جہاں عورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو۔ جہاں مدرسوں میں، دفتروں میں، کلبوں میں، تفریح گاہوں میں ہر جگہ جوان مرد اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو۔ جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ازدواجی رِشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کیلئے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں جہاں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زِنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلا شبہ ظلم ہے۔ اسی پر حد سرقہ کو قیاس کر لیجئے کہ وہ صرف اس سوسائٹی کیلئے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تصورات اور اصول و قوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کے ہاتھ کاٹنا دہرا ظلم ہے۔ (تفہیمات، حصہ دوم، صفحہ ۲۸۱)

جناب مودودی صاحب جب چور کے ہاتھ کاٹنے کو ظلم سمجھتے ہیں تو وہ پاکستان میں کون سا اسلامی آئین نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

❖ مودودی صاحب کا خیال ہے کہ کنز الدقائق، ہدایہ اور عالمگیری، جو فقہ کی مستند کتب ہیں وہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور ان میں تغیر و تبدل کر کے احکام کو لوگوں کیلئے آسان بنانا چاہیے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ دِینی پیشواؤں سے جواب طلبی فرمائے گا کہ تم نے قرآن کے سوا فقہ کے احکام کی تعمیل پر کیوں مجبور کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آکر سرے سے دِین چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے اور تم نے ان کے واسطے احکام دین میں تغیر و تبدل کر کے آسان کیوں نہ بنایا تو اُمید نہیں کہ کسی عالمِ دین کو کنز الدقائق ہدایہ و عالمگیری کے مصنفوں کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی البتہ جہلا کو یہ جواب دہی کا موضوع ضرور مل سکے گا۔ (ترجمان القرآن۔ ماہ جولائی، اگست۔ حقوق الزوجین، صفحہ ۷۲)

❖ اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کا مسلمہ مفہوم غلط ہے

دنیا اس وقت تمدن کے جس مرتبہ پر ہے اس سے رجعت کر کے اس تمدنی مرتبہ پر واپس جانے کی خواہشمند ہیں جو عرب میں ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تھا اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اصحابِ رسول کا یہ مفہوم لیتے ہیں ان کے نزدیک سلف صالح کی پیروی اس کا نام ہے کہ جیسالباس وہ پہنتے تھے ویسا ہی ہم پہنیں جس قسم کے کھانے وہ کھاتے تھے اسی قسم کے کھانے ہم بھی کھائیں جیساطرزِ معاشرت ان کے گھروں میں تھا بعینہٖ وہی طرز معاشرت ہمارے گھروں میں بھی ہو۔ (تنقیحات، صفحہ ۲۰۹)

❖ اسوہ سنت اور بدعت کا تصور

اسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنتِ رسول یا اسوہ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عاداتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعینہٖ وہ سنت سمجھتے ہیں کہ جس کے جاری اور قائم کرنے کیلئے نبی اور دوسرے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے مگر میرے نزدیک صرف یہ نہیں کہ یہ سنت کی تعریف نہیں ہے بلکہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور ان پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت ہے اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔ (رسائل و مسائل، جلد اوّل، صفحہ ۲۰۷)

مودودی صاحب اور نظریہ پاکستان کی مخالفت

- افسوس کہ لیگ کے قائداعظم سے لیکر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔ (سیاسی کشمکش، حصہ سوم، صفحہ ۳۰، طبع سوم)
- یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں اور نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۱۰۷)
- پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلمان اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومتِ الٰہیہ قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو گا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہو گی۔ اس کا نام حکومت الٰہیہ رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔ (سیاسی کشمکش، حصہ سوم، صفحہ ۳۰، طبع سوم)
- اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کاسد نکلیں گی خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈروں یا علمائے دین و مفتیان شرع مبین دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریئے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ (سیاسی کشمکش، نمبر ۳، صفحہ ۸۰، طبع سوم)
- اس نام نہاد مسلم حکومت (یعنی پاکستان) کے انتظار میں اپنا وقت یا اس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں جس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقاصد کیلئے نہ صرف غیر مفید ہو گی بلکہ کچھ زیادہ ہی سدراہ ثابت ہو گی۔ (سیاسی کشمکش، نمبر ۳، صفحہ ۳۸، طبع سوم)
- جناب مودودی نے کہا: "جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن (قرارداد پاکستان) کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔" (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش، حصہ سوم ۱۵۴۔۳۷)
- تقسیم ہند کا معاملہ جس طریقے سے طے کیا گیا وہ غلطیوں بلکہ حماقتوں کا ایک مجموعہ تھا۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۱۳۶۔ جولائی ۱۹۴۸ء)

- مسلمان کی علیحدہ حکومت یعنی پاکستان کے وجود کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے دین سے بے بہرہ لوگوں کی قیادت میں ایک بے دین قوم کی حیثیت سے اپنا علیحدہ وجود برقرار رکھا بھی (جیسا کہ ترکی اور ایران میں برقرار رکھے ہوئے ہیں) تو ان کے اس طرح زندہ رہنے میں اور کسی غیر مسلم قومیت کے اندر فنا ہو جانے میں آخری فرق ہی کیا ہے"۔ (سیاسی کشمکش، حصہ سوم، صفحہ ۴۵)
- شورش کاشمیری بھی اس بات کے قائل ہیں کہ مولانا مودودی قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمیشہ مخالف رہے۔ وہ لکھتے ہیں: "فاطمہ جناح کی عظمت کو خراج ادا کرنا چاہئے کہ جن مولانا مودودی کو صلحائے امت متابعت پر آمادہ نہیں کر سکے انہیں فاطمہ جناح نے متابعت کی پنج دھاری رسی میں پرو لیا ہے۔ فاطمہ جناح کا کمال یہ ہے کہ جس شہباز کو ان کے بھائی رام نہ کر سکے وہ ان کے حلقہ سیاست کا اسیر ہو گیا ہے۔" (چٹان لاہور۔ ۱۶/دسمبر ۱۹۶۴ء)

مودودی صاحب کی قلا بازیاں

- مودودی صاحب نے ایک مضمون بعنوان اسلامی دستور کی بنیادیں ازروئے قرآن وسنت لکھا اور اس کے نمبر ۶ کے تحت لکھا: "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء) مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دے۔ (بخاری) یہ دونوں نصوص اسباب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ارادت) عورت کے سپرد نہیں کئے جا سکتے اس لئے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کیلئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اطاعت خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں ہے۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۴۲۔ اکتوبر و نومبر ۱۹۵۲ء)

مگر دنیا جانتی ہے کہ ۱۹۶۴ء میں مودودی صاحب نے محترمہ فاطمہ جناح کے صدارتی انتخاب میں بھرپور حمایت کر کے کتاب وسنت کی صریح خلاف ورزی کی۔ معلوم ہوا کہ ان کا اسلام ابن الوقت قسم کا ہے جو وقت کی مصلحتوں کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اپنے رسالے ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے "کہ زمانے کے پیہم بدلتے ہوئے تقاضوں اور وقت کی سیاسی مصلحتوں کو اگر معیار بنا کر دین کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جائے تو اسلام کا مقصد وجود ہی ختم ہو جاتا ہے"۔ لیکن افسوس ہے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت پر اقتدار کی ہوس کا اتنا غلبہ ہوا کہ وہ بھول گئے کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں۔

اسلامی سوشلزم کی حمایت

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ سابقہ انتخابات میں جناب مودودی صاحب نے ایوب خان کے مقابلے میں محترمہ فاطمہ جناح کی مکمل حمایت کی تھی۔ حالانکہ محترمہ فاطمہ جناح نے اسلامی سوشلزم کے نفاذ کی وضاحت کردی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ۲/دسمبر ۱۹۶۴ء کو بی۔ڈی کے ممبروں کے نام ایک سرکلر لیٹر ارسال کیا جس میں انہوں نے ممبران سے تعاون طلب کرتے ہوئے لکھا کہ "مجھے اُمید ہے کہ آپ موجودہ صدارتی انتخاب میں تمام ذاتی مفادات اور ہر قسم کی جانبداری سے بالا تر ہو کر بلا خوف و خطر اپنے قیمتی ووٹ کا استعمال کریں گے تاکہ وطن عزیز اور ہمارے عوام اس کھوئی ہوئی آزادی اور جمہوری حقوق دوبارہ حاصل کرسکیں اور ہماری آئندہ نسلیں اپنی زندگی اسلامی سوشلزم اور ان کے اصول و نظریات کے مطابق گزار سکیں جن کی بنیاد پر ہماری عظیم مملکت پاکستان وجود میں آئی ہے"۔

اور آج جماعت اسلامی اسی سوشلزم کو گمراہی اور کفر قرار دے رہی ہے جس کی ۶۴ء میں وہ ہوس اقتدار میں حمایت کرچکی ہے۔

❖ ۱۹۶۵ء میں مودودی صاحب نے کمیونسٹوں سے اتحاد کرلیا تھا اس پر ہفت روزہ چٹان ۲۹/ مارچ ۶۵ء میں جناب شورش کاشمیری رقم طراز ہیں: "جماعتِ اسلامی ایک نظریاتی جماعت اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے علم و فضل سے انکار نہیں لیکن جب سے انہوں نے علم اور قلم کا میدان چھوڑ کر جہد و سیاست کا جھنڈا اُٹھایا ہے ان کی اپنی تحریروں کے ایک حصہ پر قلم پھر گیا ہے۔ کبھی آپ حلقہ عشاق سے آنکھیں چار کرنے میں عیب سمجھتے تھے اب کوچہ رقیب میں بھی چلے جاتے ہیں انہیں یاد نہیں رہا کہ جس محفل میں اب ہیں اس محفل کے کتنے لوگ ایک زمانے میں ان کیلئے خنجر براں لیکر پھرتے رہے ہیں۔ کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد بلاشبہ ایک قومی المیہ ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی اور جماعت اسلامی میں یک جہتی حسن اتفاق نہیں سوئے اتفاق ہے۔" (روزنامہ جنگ کراچی۔۴/ مئی ۱۹۷۰ء)

❖ عرصہ دراز سے جاہل واعظوں اور خوش عقیدہ مشائخ کا یہ شیوہ رہا ہے کہ جہاں انہیں کسی بدعت پر ٹوکا گیا وہ بدعتِ حسنہ کی آڑ لے کر سامنے آ گئے۔ (ترجمان القرآن، جلد ۳۷، عدد ۵، صفحہ ۳۴۰۔ فروری ۵۲ء)

مندرجہ بالا حوالے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ مودودی صاحب کے خیال میں بدعتِ حسنہ کوئی چیز نہیں ان کے نزدیک صرف ایک ہی بدعت کا تصور ہے جو گمراہی ہے۔ مگر ۱۹۶۳ء میں جب غلافِ کعبہ کی نمائش کی گئی اور جماعت اسلامی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حالانکہ یہ ان کے نزدیک ایک صریحی بدعت تھی مگر جب مودودی صاحب سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے اس بدعت (گمراہی) میں بڑھ چڑھ کر حصہ کیوں لیا تو مودودی صاحب نے فوراً قلابازی کھائی اور اس کے جواز کیلئے وہی آڑلی جو بقول ان کے جاہل واعظ اور خوش عقیدہ مشائخ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کیلئے یہی بات کافی نہیں کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہوا تھا۔ لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کیلئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو۔ جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت دفع کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہو جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنا پر کہ فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا اسے بدعت یعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔ امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں کہ علماء نے کہا ہے کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: ایک بدعت واجب ہے، دوسری بدعت مندوب (یعنی حسنہ)، تیسری بدعت حرام ہے، چوتھی مکروہ ہے، پانچویں مباح ہے۔"

محترم قارئین ملاحظہ فرمایا آپ نے! اگر یہی دلیل علماء حق دیں تو مودودی صاحب انہیں جاہل واعظ اور خوش عقیدہ مشائخ گردانیں اور اگر خود ان کی ضرورت پیش آجائے تو اسی گمراہی اور جہالت کو اپنا بھی لیتے ہیں۔ جس شخص کی ابن الوقتی کا یہ حال ہو گیا وہ مسلمانوں کا امیر ہو سکتا ہے؟

❖ **مودودی صاحب کی قلا بازیوں کی مزید چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں**

- پہلے پارٹی ٹکٹ کو لعنت سمجھا جاتا تھا اور بعد میں متحدہ محاذ کے ساتھ شریک ہو کر "غیر صالحین" کو بھی ٹکٹ بانٹے گئے۔
- پہلے نوٹ پر قائد اعظم کی تصویر چھپی تو سخت برہمی کا اظہار کیا گیا اور بعد میں محترمہ فاطمہ جناح کے تصویری واؤچر جماعت کے کارکنوں نے گلی گلی فروخت کئے۔
- پہلے صدارتی سے بھی بڑھ کر اماراتی تصور خلافت پیش کیا گیا اور بعد میں پارلیمانی نظام جمہوریت کو اسلامی قرار دیا گیا۔
- پہلے اسمبلی میں اراکین کی الگ پارٹیاں بنانے کو غیر اسلامی قرار دیا گیا اور بعد میں خود اس موقف پر عمل بلکہ اصرار کیا گیا۔
- جو اسمبلیاں یا پارلیمینٹیں موجودہ زمانہ کے جمہوری اصول پر مبنی ہیں ان کی رکنیت حرام ہے اور ان کیلئے ووٹ دینا بھی حرام ہے۔ (رسائل و مسائل، حصہ اوّل، صفحہ ۴۵۷۔ ستمبر 1951ء ایڈیشن) پھر یہی کچھ نہ صرف عین حلال ہو گیا بلکہ مودودی ٹولے کا مقصدِ حیات بھی ہو گیا۔
- پہلے مخلوط جلسوں میں شرکت نہیں کی جاتی تھی اور بعد میں مخلوط جلسوں کی صدارت اور ان جلسوں میں تقریروں بلکہ ایسے جلسے خود منعقد کرنے تک نوبت پہنچ گئی۔
- پہلے خواتین کو ووٹ کا حق دینا قابلِ اعتراض تھا اور بعد میں عورت کی صدارت کیلئے کوشش کی گئی اور اس عورت کے مخالفوں کی مذمت کی گئی۔
- پہلے طلبہ کو عملی سیاست میں شریک ہونے سے روکا جاتا تھا اور بعد میں اسلامی جمیعت طلبہ کے ذریعے ان کا عملی سیاست میں گھسیٹنا شروع ہو گیا۔
- پہلے وکیلوں کو شیطانی برادری کے رُکن کہا جاتا تھا اور بعد میں انھیں کو جمہوریت کا سرپرست قرار دیا گیا۔
- جماعتِ اسلامی کی طرف سے چیلنج کیا گیا کہ کوئی آدمی اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا کہ جماعت اسلامی نے تحریکِ پاکستان کی مکمل حمایت کی تھی اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے جناب کوثر نیازی نے اپنے کتاب "مودودیت عوامی عدالت میں" کے ذریعے مودودی کی تصنیفات سے حوالے دے کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہمیشہ قائد اعظم کے اور تحریکِ پاکستان کے مخالف رہے ویسے ترجمان القرآن، نومبر ۱۹۶۳ء کے شمارے میں خود جماعت اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ وہ تحریکِ پاکستان سے غیر متعلق رہی ہے۔ اس رسالے میں عبد الحمید صدیقی اشارات میں لکھتے ہیں: "ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ تقسیم ملک کی جنگ سے ہم غیر متعلق رہے اس کارکردگی کا سہرا اہم صرف مسلم لیگ کے سر باندھتے ہیں اور اس میدان میں کسی حصہ کا اپنے آپ کو دعوے دار نہیں سمجھتے"۔

- مودودی صاحب نے اپریل ۱۹۴۸ء میں حکومتِ پاکستان کی افواج میں شمولیت کو ناجائز ٹھہرایا۔ مگر بعد میں عوام کی بے پناہ مخالفت دیکھ کر اس فیصلہ کی تاویلیں شروع کر دیں۔
- مئی ۴۸ء میں جہاد کشمیر میں شرکت کے خلاف فتویٰ صادر کیا مگر بعد میں لوگوں کی سخت مخالفت سے دب کر جہاد کشمیر میں شرکت کو جائز ٹھہرایا۔ اور پھر خود ان کی جماعت کی طرف سے جہاد کشمیر کے نام پر شہرت و دولت سمیٹی اور سیاست کی جانے لگی۔
- کبھی مودودی صاحب اور مودودی جماعت تشدد اور خونی انقلاب لانے کا الزام مخالف جماعتوں کے سر تھوپتے ہیں مگر اب خود ہی ڈنڈا فورس، سر فروش تنظیم اور اسلامی جمیعت طلبہ، مزدور بورڈ، کسان بورڈ وغیرہ کے روپ میں ملک میں بدامنی اور فساد کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور پھر ستم یہ کہ اسلامی ریاست کی تشکیل کا طریقہ بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"جب صالحین کا گروہ منظم ہو، اہل ملک کی اکثریت ان کے ساتھ ہو یا کم از کم اس بات کا ظن غالب ہو کہ عملی جدوجہد شروع ہوتے ہی اکثریت ان کا ساتھ دے گی اور کسی بڑی تباہی اور خوں ریزی کے بغیر مفسدین کے اقتدار کو ہٹا کر صالحین کا اقتدار قائم کیا جاسکے گا اس صورت میں بلاشبہ صالحین کی جماعت کو نہ صرف یہ حق حاصل ہے بلکہ ان کے اوپر یہ شرعی فرض ہے کہ وہ اپنی طاقت منظم کر کے ملک کے اندر بلاشبہ بزور شمشیر انقلاب برپا کر دیں اور حکومت پر قبضہ کریں۔ (مودودیت اور موجودہ سیاسی کشمکش، صفحہ ۵۰)

- ایک عرصہ تک جماعت اسلامی جاگیر داری اور سرمایہ داری کو اسلام کی رو سے جائز قرار دیتی رہی مگر مسلمان عوام کی مخالفت سے ڈر کر زمین کی محدود ملکیت اور صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے کے نظریات کی حمایت تازہ منشور میں کر دی ہے حالانکہ مودودی صاحب نے اپنی کتاب "اسلام اور جدید معاشی نظریات" کے صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸ پر یوں لکھا ہے:

"جتنی قانونی شکلیں ایک چیز پر کسی شخص کی ملکیت قائم و ثابت کرنے کیلئے مقرر ہیں ان ساری شکلوں کے مطابق بھی اسی طرح ایک آدمی کی ملکیت ہو سکتی ہے، جس طرح کوئی دوسری چیز اس کیلئے کوئی حد مقرر نہیں۔ ایک گز مربع میل سے لیکر ہزار ہا ایکڑ تک خواہ کتنی ہی زمین ہو اگر کسی قانونی صورت سے آدمی کی ملک میں آئی ہے تو بہر حال وہ اس کا جائز مالک ہے۔ رہیں نظام جاگیر داری کی وہ خرابیاں جو ہمارے ہاں پائی جاتی ہیں تو نہ وہ خالص زمین داری کی پیداوار ہیں اور نہ ان کا علاج یہ ہے کہ سرے سے شخصی ملکیت میں اڑا دیا جائے یا اس پر مصنوعی حد بندیاں عائد کی جائیں، جو زرعی اصلاحات کے نام سے آج کل نیم حکیم تجویز کر رہے ہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ الحبیب، مودودیت نمبر، ماہ جون ۱۹۷۰ء)

متفرقات

○ **تقلید گناہ ہے﴾** میرے نزدیک صاحبِ علم آدمی کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے (یعنی کفر و شرک)۔ (رسائل و مسائل، جلد اوّل، صفحہ ۲۴۴)

○ **اپنے بارے میں فرماتے ہیں﴾** میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت کا پابند ہوں۔ (رسائل و مسائل، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۵، طبع دوم)

○ **متعہ جائز ہے﴾** انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زِنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں مجبور ہوجاتا ہے۔ ایسے حالات میں زِنا کی نسبت متعہ کرلینا بہتر ہے۔ (ترجمان القرآن جلد ۱۴۔ اگست ۱۹۵۵ء)

○ **سینما فی نفسہٖ جائز ہے﴾**

(الف) میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کرچکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے۔ البتہ اس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز قرار دیتا ہے سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل تصویر نہیں بلکہ پرچھائیں ہے جس طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے اس لئے وہ حرام نہیں۔ (رسائل و مسائل، جلد دوم، صفحہ ۲۹۱)

(ب) جس سینما میں علمی یا واقعاتی فلم دکھائے گئے ہوں اس کے دیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ ہمارے ملک میں تو سینما ہاؤس جانا بجائے خود ایک موضوعِ تہمت ہے اس لئے علمی اور واقعاتی فلم دیکھنے کیلئے بھی اس خرابات میں قدم نہیں رکھا جاسکتا۔ انگلستان میں آپ چاہیں تو اس طرح کے فلم دیکھ لیں۔ (ترجمان القرآن جلد ۳۸، صفحہ ۲۵۲، عدد ۴، ۳)

○ **حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھائے جانے کا ثبوت قرآن میں نہیں﴾** اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اُٹھانے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ صرف اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ نے ان کو جسم و روح کے ساتھ کرہ زمین سے اُٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ ہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے طبعی موت پائی۔ اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی اسی لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔ (تفہیم القرآن، حصہ اوّل، صفحہ ۴۲۰)

○ **قرآن کیلئے تفسیر کی حاجت نہیں﴾** ایک اعلیٰ درجہ کا، پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہو اور جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ (تنقیحات، صفحہ ۳۴۲، ۳۴۳۔ ۱۹۶۳)

○ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے، کسی سے اُمیدیں وابستہ نہ کرے۔ کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے۔ کسی کو مدد کیلئے نہ پکارے۔ کسی کو ولی اور کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا، فریاد رس اور حامی و ناصر نہ سمجھے کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار ہی نہیں۔ (ترجمان القرآن، جلد ۳۸، صفحہ ۵۲، عدد ۴،۳)

○ ہم نے جماعت اسلامی کے دستور میں اسلامی عقائد کا جو خلاصہ دیا ہے ہمارے نزدیک اس کا ماننے والا ہر شخص مسلمان ہے۔ جو لوگ اس کی کسی چیز کو نہ مانتے ہوں ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ تکفیر کرنے کی بجائے ہم انہیں ایسی گمراہی میں مبتلا سمجھتے ہیں جو ان کو کفر اور اسلام کی درمیانی سرحد پر لے جا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ (ترجمان القرآن، جلد ۳۶، عدد ۵،۶)

○ مودودی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک فرعون نہیں تھا بلکہ دو فرعون تھے۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ مودودی صاحب نے یہ ایسی اختراع کی ہے جو اُمتِ مسلمہ کے جمہور مفسرین اور محدثین اور قرآن و حدیث سے صریح طور پر متصادم ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: "فرعون مصر کے بادشاہوں کا ایک خاندانی لقب تھا۔ فرعون موسیٰ کے بارے میں بنی اسرائیل کی متفقہ روایات یہ ہیں کہ وہ دو تھے۔ جدید تاریخی تحقیقات سے بھی اس کی تائید کرتی ہے اور عقل بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ دو ہوں"۔ (ترجمان القرآن، جلد ۵۵، عدد ۵ فروری ۶۱ء)

○ میلاد خوانی جو اس وقت رائج ہے ساری کی ساری جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم پر مشتمل ہے اگر حضور یا صحابہ کرام کے زمانے میں ہوتی تو اسے بند کر دیا جاتا جس طرح حضور کی پیدائش کو ان محفلوں میں بیان کیا جاتا ہے اس طرح اپنی پیدائش کے ذکر کو کوئی شخص پسند نہیں کر سکتا۔ (روداد جماعت اسلامی حصہ پنجم)

○ خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر اہل حدیث حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنّی وغیرہ الگ الگ اُمتیں بن سکیں یہ اُمتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ (خطبات، صفحہ ۸۲)

○ قرآن حکیم نجات کیلئے نہیں ہدایت کیلئے کافی ہے۔ (تفہیمات، جلد اوّل، صفحہ ۳۲۱)

○ مودودی صاحب نے اپنی کتاب خطبات میں "مسلمان ہونے کیلئے علم کی ضرورت" کے تحت لکھا:

"پس معلوم ہوا کہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا اور مسلمان رہنا غیر ممکن ہے ہر شخص جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ مسلمان در حقیقت صرف وہ شخص ہے جو اسلام کو جانتا ہو۔ اور پھر جان بوجھ کر اس کو مانتا ہو۔" (خطبات، صفحہ ۲۱)

جناب محمد منظور نعمانی (دیوبندی) مدیر رسالہ الفرقان لکھنؤ۔ ماہ ذی قعدہ ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں:۔

"مولانا مودودی سے خود اس عاجز نے اس مسئلہ کے بارے میں گفتگو کی تھی اور اس وقت یہ طے ہو گیا تھا کہ غیر اسلامی نظام حکومت سے تعاون نہ کرنا اور نوکری وغیرہ کے ذریعے اس سے استفادہ نہ کرنا ہر رکن کیلئے ضروری تو قرار دیا جائے گا لیکن اس کو شرعی مسئلہ کی حیثیت نہیں دی جائے گی۔" (ترجمان القرآن، جلد ۷ ۳ عدد ۲۔ نومبر ۱۹۵۱ء)

مولانا مودودی صاحب نے بقول محمد منظور صاحب نعمانی (دیوبندی) یہ طے کر لیا تھا کہ جماعت کے کارکنوں کی طرف سے غیر اسلامی نظام حکومت سے نہ تعاون کیا جائیگا اور نہ نوکری کے ذریعے استفادہ کیا جائیگا۔ مگر دور ایوبی میں جماعت اسلامی کے نمائندے اسمبلیوں میں گئے اور بے شمار کارکن اس غیر اسلامی حکومت کے ملازم رہے اور جماعت اسلامی ملازمین حکومت سے چندے وصول کرتی رہی اور اب بھی کرتی ہے۔

○ **کانا دجّال** ﴾ مودودی صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی تکذیب کرتے ہوئے کہا: "یہ کانا دجّال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں"۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۱۸۶، باب رمضان وشوال ۱۳۶۴ء)

○ مغربی طرز کے لیڈروں پر تو چنداں حیرت نہیں کہ ان بے چاروں کو قرآن کی ہوا تک نہیں لگی ہے مگر حیرت اور ہزار حیرت ہے ان علماء کرام پر جن کا رات دن کا مشغلہ یہی قال اللہ و قال الرسول ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ قرآن کو کس نظر سے پڑھتے ہیں ہزارہا بار پڑھنے سے بھی انہیں اس قطعی اور دائمی پالیسی کی طرف ہدایت نہیں ملتی۔ جو مسلمانوں کیلئے اصولی طور پر مقرر کر دی گئی ہے۔ (سیاسی کشمکش، حصہ سوم، صفحہ ۷۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کی نظر میں تمام علماء کرام گم کردہ راہ ہیں۔

○ اس واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان کو اصلی اسلامی حکومت، خالص اسلامی اخلاق اور حقیقی اسلامی تمدن سے لذت آشنا ہونے کا بھی موقعہ ملا ہی نہیں گذشتہ زمانے میں مسلمان بادشاہوں نے مسلمان امراء نے مسلمان حکام اور اہلکاروں اور سپاہیوں نے مسلمان زمینداروں اور رئیسوں نے اور مسلمان عوام نے اپنے برتاؤ سے اسلام کا جو نمونہ پیش کیا وہ ہرگز ایسا نہ تھا کہ اس ملک کے عام باشندوں کو اسلام کا گرویدہ بنا سکتا۔ بلکہ اس کے برعکس نفسانی اغراض کیلئے جو کشمکش ان کے اور غیر مسلم عناصر کے درمیان مدت ہائے دراز تک برپا رہی اس نے اسلام کے خلاف مستقل تاریخی تعصبات پیدا کر دیئے۔

مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ کے صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کردہ ان خیالات سے صاف ظاہر ہے کہ تمام اولیائے کرام مبلغین اسلام سمیت اس سر زمین کا ہر مسلمان اسلام دشمنی کرتا رہا اور اسلام میں تعصبات پھیلاتا رہا۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

وما علینا الا البلاغ المبین